محمد احمد حافظ

چلو چلو امریکہ سے چلو

زیادہ دن نہیں گزرے، جب پاکستان کی ہر سرکاری عمارت خصوصاً ڈاک خانوں کے باہر امریکن ویزا لاٹری والے پرا جماکے بیٹھے ہوتے تھے۔ لوگ دھڑا دھڑ ان سے ویزا لاٹری فارم خریدتے اور خود پُر کرکے یا کسی پڑھے لکھے سے پُر کروا کے امریکن قونصلیٹ روانہ کردیتے تھے۔ کئی لوگوں کی لاٹریاں نکلیں، انہوں نے پیارے وطن اور پیارے رشتے دار چھوڑے، کھلی آنکھوں میں ڈالروں کے ڈھیر بسائے اور دماغوں میں روشن مستقبل کے خیالات جمائے، امریکہ جا دھمکے، یوں جیسے خالہ جی کے گھر آ گئے ہوں، مگر اب ان پر کیا بیت رہی ہے؟ اس بارے میں اخبارات اور ذرائع ابلاغ میں جو رپورٹیں آئی ہیں، ان کے مطابق امیگریشن والے کچھ اس قسم کے سوالات پوچھتے ہیں:

- آپ جمعہ کی نماز کس مسجد میں پڑھتے ہیں؟
- کیا وہاں جہاد پر وعظ ہوتا ہے؟
- کیا آپ جہاد کو صحیح سمجھتے ہیں؟
- کس مذہبی جماعت سے تعلق ہے؟
- کیا آپ نے کسی مذہبی یا فلاحی ادارے کو چندہ دیا؟
- کیا آپ نے فلسطین، کشمیر یا افغانستان کی جہادی تنظیموں کی حمایت کی ہے؟

یہ وہ سوالات ہیں جو ''امیگریشن اینڈ نیچرلائزیشن سروس'' (آئی۔این۔ایس) کے حکام کے سامنے پیش ہونے والے مسلمانوں سے کئے جاتے ہیں۔ مگر ان سوالات کا طومار یہیں نہیں رک جاتا بلکہ ان سے اس قسم کے سوالات بھی پوچھے جاتے ہیں کہ:

''انہوں نے اپنا بچپن کہاں گزارا؟ کن اداروں میں اور کہاں تعلیم حاصل کی؟ تعلیم کے دوران کسی قسم کی طلبہ تنظیموں سے تعلق رہا؟ والدین کی مذہبی اور سیاسی وابستگی کیا ہے؟ امریکہ آنے سے قبل وہ کن ممالک میں رہے؟ امریکہ میں کن تنظیموں سے وابستہ رہے؟ وغیرہ، وغیرہ۔ مزید براں مسلمانوں سے ان کی شادی، ذاتی دوستوں اور قریبی تعلق رکھنے والے افراد کے بارے میں بھی سوال کیے جاتے ہیں۔''

بی بی سی نے اپنی ویب سائٹ پر رجسٹریشن کے لیے جانے والوں کے متعلق تھوڑا تفصیلی حال نشر کیا ہے۔ بی بی سی

کے نمائندے انور اقبال کی رپورٹ کے مطابق:

امریکی حکام نے مسلم تنظیموں پر واضح کر دیا ہے کہ پاکستانی تارکین وطن کو امیگریشن قوانین کی معمولی نوعیت کی خلاف ورزی پر بھی حراست میں لیا جا سکتا ہے۔ امریکی حکام نے یہ بات چھ مسلم تنظیموں کے ساتھ امیگریشن اینڈ نیچرلائزیشن کے ہیڈ کوارٹرز پر ہونے والی ایک ملاقات میں کہی۔ ''نیشنل کونسل آف پاکستانی امریکن'' کے صدر فیض الرحمن نے بی بی سی اردو ڈاٹ کام کو بتایا کہ حکومت کی رجسٹریشن پالیسی سے ایک سے ڈیڑھ لاکھ پاکستانیوں کے متاثر ہونے کا امکان ہے۔ ان کے مطابق جب وہ یہ بات ملاقات کے دوران امریکی حکام کے نوٹس میں لائے تو وہ بہت حیران ہوئے کیونکہ ان کا اندازہ تھا کہ صرف بیس ہزار پاکستانی اس پالیسی کی زد میں آتے ہیں۔ یاد رہے کہ اگرچہ غیر ملکی تارکین وطن کے اندارج کا کام تو گزشتہ ماہ شروع ہوا تھا لیکن پاکستانی تارکین وطن کی رجسٹریشن کا کام ۱۳ جنوری سے شروع ہوا اور ۲۱ فروری تک جاری رہے گا۔ ملاقات کے بعد پاکستانی مندوبین نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ حکومت کی رجسٹریشن پالیسی سے ان ہزاروں پاکستانی تارکین وطن کے بھی متاثر ہونے کا اندیشہ ہے جو کلنٹن انتظامیہ کی طرف سے اعلان کردہ عام معافی کی پیش کش سے فائدہ اٹھانے کی امید لگائے بیٹھے ہیں۔ ان پاکستانی گروپوں نے امریکی حکام سے ملاقات کے بعد اخبارنویسوں کو بتایا کہ محکمہ امیگریشن کے اہلکار پاکستانیوں کو کوئی رعایت دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ قانون کے مطابق جو تارکین وطن بھی اندارج کے لیے آئیں گے، ان کے فنگر پرنٹس اور تصاویر بھی لی جائیں گی۔ اس کے ساتھ ہی انہیں انٹرویو بھی دینا ہوگا۔

امیگریشن اینڈ نیچرلائزیشن کے کمیونٹی پروگرام کی قائم مقام ڈائریکٹر جینا ایونز نے پاکستانی کمیونٹی کے نمائندوں کو بتایا کہ:

> ''ان کا محکمہ ان لوگوں کے ساتھ نرمی نہیں برت سکتا جو غیر قانونی تارکین وطن کے زمرے میں آتے ہیں یا جن سے امیگریشن قوانین کی معمولی نوعیت کی خلاف ورزیاں سرزد ہوئی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایسے افراد کو حراست میں لے لیا جائے گا اور ان کے خلاف قانونی کارروائی شروع ہوگی۔ جس کا نتیجہ ان کی ان کے اپنے ملکوں کو واپسی یا ڈیپورٹیشن کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب ان سے غیر قانونی تارکین وطن آؤٹ آف سٹیٹس (Out of States) افراد کی تعریف سے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا انٹرویو لینے والا افسر ہر کیس کا فیصلہ میرٹ پر کرے گا۔ انہوں نے خبردار کیا کہ جن افراد کی درخواستیں آئی این ایس کے پاس زیر غور ہیں، ان کو بھی تکنیکی بنیادوں پر آؤٹ آف سٹیٹس قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان کے محکمے نے لاس اینجلس میں حاصل ہونے

والے تجربے سے بہت کچھ سیکھا ہے' جہاں اندارج کے لیے آئے ہوئے کئی سو ایرانیوں کو حراست میں لے لیا گیا تھا۔''

ایسے عالم میں جبکہ سورج نکلنے سے قبل درجہ حرارت منفی چار ڈگری سینٹی گریڈ تک گر چکا ہوتا ہے۔ آئی این ایس کی عمارت کے باہر بڑی تعداد میں لوگ موہوم امیدیں لیے اور انجانے وسوسوں میں گھرے منہ سے بھاپ اڑاتے اور سرگوشیاں کرتے ہوئے لمبی قطار لگا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اگرچہ حکومت پاکستان ہم وطنوں سے رعایت کے لیے اپنی سی کوشش کر رہی ہے مگر بظاہر بہتری کے امکان کم ہی نظر آ رہے ہیں۔ پاکستان کے وزیر خارجہ خورشید قصوری نے امریکہ سے احتجاج کرتے ہوئے کہا ہے کہ امریکہ پاکستانیوں کی رجسٹریشن بند کرے مگر ان کے امریکی ہم منصب کولن پاؤل نے خورشید قصوری صاحب کو ٹکا سا جواب دے دیا ہے کہ رجسٹریشن کے لیے پابند کیے جانے والے ممالک کی فہرست سے پاکستان کو خارج نہیں کر سکتے۔ اس جواب سے امریکہ میں مقیم پاکستانیوں کی تشویش میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ امریکی حکام پاکستانیوں کے ساتھ انتہائی ذلت آمیز سلوک روا رکھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے امریکہ میں ایک پاکستانی صحافی کے بیٹے عثمان غنی کو ملک بدر کر دیا ہے' محض اس جرم میں کہ اس نے ایک پریس کانفرنس کے دوران سوال کر لیا تھا کہ ''جب پاکستان دہشت گردی کے خلاف مہم میں امریکہ کا مخلص معاون ہے تو امریکہ کیوں پاکستانیوں کی رجسٹریشن کر رہا ہے؟'' برسوں سے امریکہ میں آباد پاکستانی خوف اور دہشت کے عالم میں ہیں' وہ لوگ جو بھلے دنوں کی آس لگائے امریکہ گئے تھے کہ محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے گھر والوں کا پیٹ بھر سکیں' اب امریکہ سے بوریا بستر باندھنے کا سوچ رہے ہیں۔ لگتا ہے کہ کل تک جو لوگ ''چلو چلو امریکہ چلو'' کا ورد کر رہے تھے' اب امریکیوں کے ناروا سلوک کی وجہ سے 'چلو چلو امریکہ سے چلو'' کا نعرہ لگانے لگیں گے۔

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس

تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان فون: 0641-462501